تلمود، یہودی سوچ کی اساس

تحریر: حافظ عزیز الرحمٰن

اسلام آباد

جہاں یہودیوں کا ذکر کیا جائے گا۔ وہاں سازشوں کا ذکر بھی آئے گا۔ یہ بات بہت حد تک قابل غور ہے کہ ہر مسلک ومذہب میں اچھی اور بری سوچ کے حاملین موجود ہوتے ہیں مگر جب بھی یہودیوں کی بات کی جائے تو اچھائی کا کوئی بھی ممکنہ پہلو سامنے نہیں آتا۔ آخر یہودیوں کی اس مجموعی پست ذہنی اور سازشی پن کی کوئی تو وجہ ہے؟ اس سوال کا سادہ جواب یہ ہے کہ موجودہ دور میں یہودی جس مذہب ومسلک پر عمل پیرا ہیں وہاں سے ان کو ان گھناؤنی حرکات کا ہی حکم ملتا ہے جن کے وہ پوری دنیا میں مرتکب ہوتے ہیں۔

مطالعہ یہودیت سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لئے تو یہ بات نئی نہیں ہوگی مگر عام قارئین کے لئے یہ امر واقعی تعجب کا حامل ہوگا کہ یہودی آج سے کئی سال قبل تورات (تحریف شدہ نسخے) سے عملاً اور فعلاً اپنا تعلق توڑ چکے ہیں آج کے ماحول میں تورات صرف مقدس نام ہے اور کسی عامی یہودی کو اس سے کوئی قلبی وروحانی تعلق نہیں۔ یہودیوں کے پاس تورات کا ایک متبادل تلمود کی شکل میں موجود ہے یہی وہ کتاب ہے جو یہودیوں کے تمام تر جرائم کا تحفظ کرتی ہے حقیقت یہ ہے کہ یہودیوں کی مکروہ سوچ کا اصل منبع یہی تلمود ہے۔

آئندہ سطور میں ہم تلمود کے حوالے سے کچھ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تلمود کیا ہے؟ اس کی تاریخی ومذہبی حیثیت کیونکر مسلم ہے؟ نیز اس کی تعلیمات کیا ہیں؟ یہ موضوعات اپنی جگہ ایک وسیع وعریض دفتر کے متقاضی ہیں فی الوقت ان سوالات کا مختصراً جائزہ پیش کرتے ہیں ان سطور میں علماء کے لئے یقیناً دلچسپی کا سامان موجود نہیں مگر عام قاری فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ تلمود کی حیثیت کے بارے میں علماء مختلف آراء بیان کرتے ہیں بعض علماء کے نزدیک تلمود تورات کی شرح ہے جبکہ دیگر علماء اسے اپنی جگہ

ایک مکمل کتاب قرار دیتے ہیں اور تورات سے تلمود کے تعلق کے قائل نہیں بہرحال قطع نظر اس بحث سے اصل حقیقت جو بھی ہے یہ بات اپنی جگہ طے ہے کہ تلمود کو یہودیت میں اہم ترین مقام حاصل ہے اصل تورات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے کئی سو سال قبل دنیا سے غائب ہو چکی تھی یہودیوں نے ایک دو جعلی نسخے تیار کئے اور ان کو اصل مشہور کر دیا بعد ازاں یہ فیصلہ دیا گیا کہ اب تورات واجب العمل نہیں چنانچہ تلمود تشکیل پائی۔

تلمود کے بارے میں مولانا عبدالقدوس ہاشمی ندوی مقالات ہاشمی میں لکھتے ہیں

"لفظ تلمود عبرانی زبان کا لفظ ہے یہ مصدر لمد سے بنا ہے عبرانی میں اسکی املا یوں ہے "۵۵(م د" اسکے لفظی معنی سیکھنا، تعلیم دینا اور تعلیم پانا ہے" (مقالات ہاشمی صفحہ ۱۷۸)

جبکہ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں بھی تلمود کے معنی *Study* اور *Learning* نقل کئے گئے ہیں (دی نیو انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جلد ۱۷ صفحہ ۱۰۰۶)

تلمود کے بارے میں یہودیوں کی یہ رائے بھی ہے کہ وہ احکامات ہیں جو حضرت موسیٰ سے زبانی منقول ہیں اور یہ اس کتاب کے مندرجات سے انکار کرے گا وہ اچانک مرجائے گا۔ نیز یہ کہ اس پر یہواہ کا عذاب نازل ہوگا۔

تلمود کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱)۔۔۔ المشناۃ *Mishnah* (یہ اصل متن ہے)

۲)۔۔۔ جمارا *Gemara* (مشناۃ کی شرح ہے۔

مشناۃ کی حیثیت قانونی لائحہ عمل کی سی ہے اور اسے *Judah Hamasi* ۱۹۰ م اور ۲۰۰ م کے درمیان تشکیل دیا جمارا جو مشناۃ کی شرح ہے اس کی مزید دو اقسام ہیں۔ (۱) جمارا اور شیلم (فلسطین) (۲) جمارا بابل۔

جمارا اور شیلم تلمود کی وہ شرح ہے جو فلسطین کے یہودی علماء بالخصوص علمائے طبریتہ سے منقول ہے اس کی تدوین ۴۰۰ م کو عمل میں آئی جبکہ جمارا بابل علمائے بابل کی

شروحات پر مشتمل ہے اس کی جمع وتدوین کا کام تقریباً ۵۰۰ م میں مکمل ہوا۔ مشناۃ کو اگر اسکی شرح جمارا اور شیلم کیساتھ مطالعہ کیا جائے تو اسکو تلمود اور شیلم کہتے ہیں جبکہ مشناۃ کا مطالعہ جمارا بابل کیساتھ کیا جائے تو اسے تلمود بابل سے موسوم کیا جاتا ہے جمارا کے متعلق یہ رائے بھی ہے کہ انکی تالیف کا عمل ۳۶۵ م سے ۴۳۵ م کے درمیان ہوا۔ اور یہ کام حاخام یہودا ہاناسی (Judah Hanasi) فرزندان حاخام جلائیل (Game Lid) اور حاخام سیمیون ((Simeon) نے شروع کیا اور اس کام کو حاخام الینو آشی (Ashi) نے صورا (Sura) میں جاری رکھا اور حاخام ابینو (Abino) یا رابینا (Rabina) نے اس کام کی تکمیل کی۔ تلمود اور شیلم کی تدوین قیصریہ (Caesrea) کا کردار بہت اہم ہے یہ بھی مشہور ہے اور اصل کام علمائے قیصریہ کا ہے تلمود بابل کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی ہے کہ یہودا ہاناسی کی موت کے بعد علمائے یہود نے اس بات کو شدت سے محسوس کیا کہ مشناۃ کے متن میں بہت سے قابل تشریح احکامات موجود ہیں چنانچہ اس مشکل کا حل یوں نکالا گیا کہ یہوزا ہاناسی کی تشریحات کی روشنی میں تلمود بابل کو تشکیل دیا گیا اور اس سلسلے میں حاخام ابااریکا (Abba Areka) (۱۷۵م تا ۲۴۷ م) کی تشریحات سے بھی استفادہ کیا گیا۔ تلمود بابل کی تکمیل میں حاخام رابینا بارھونا (Rabina bar Huna) کا بھی بہت اہم حصہ ہے۔ جبکہ حاخام سابورائیم Saboraim نے حاخام رابینا کے تحریر کردہ نسخے پر حواشی لکھے۔ یہ تو تھا تلمود اور جمارات کا مختصر تعارف و تاریخ۔

تلمود کے متن میں چھٹی صدی عیسوی تک مسلسل اضافہ ہوتا رہا شروع میں یہ سات ابواب پر مشتمل تھی مگر بعد ازاں ۳۶ ابواب تک جا پہنچی۔ ابواب کی بڑھتی ہوئی تعداد کے ساتھ تلمود کے عنوانات بھی ہمہ جہت ہوتے گئے۔ موجودہ تلمود میں عقائد' افکار' فقہی احکام' معاملات' قصاص' زراعت' تجارت' قرض اور تبادلہ وغیرہ سب موجود ہے چھٹی صدی عیسوی کے بعد بھی تلمود کی کئی شرحیں لکھی گئیں۔ ان کی مکمل فہرست تو ممکن نہیں مگر سب سے زیادہ مشہور اور معتبر شرحیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) سعد الفیومی نے الگ الگ حصوں میں تلمود کی شرح لکھی۔ اس کی زبان عربی ہے۔

(۲) دوسری مشہور شرح موسیٰ بن میمون کی چھٹی صدی عیسوی میں لکھی گئی اور اس کا نام الہید القوبتہ رکھا۔ اب مختصراً تلمود کی طباعت پر نظر ڈالتے ہیں۔

تلمود کے نسخے عبرانی زبان میں ہیں تلمود کو کثیر تعداد میں شائع کرکے دنیا بھر کے یہودیوں تک پہنچایا جاتا رہا ہے اور اب بھی یہ کام ہو رہا ہے مگر تورات میں تحریف کرنے کے بعد یہودیوں نے تلمود کے نسخوں کو بھی نہ بخشا۔ اور عام یہودی تک بہت کانٹ چھانٹ کے بعد تلمود کا نسخہ پہنچتا ہے اس کی واضح مثال تلمود اور شیلم ہے اس کے مندرجہ جات چھ احکامات پر مشتمل ہیں مگر اس کے مطبوعہ نسخے میں چار سے زائد احکامات نہیں ملتے اس طرح موسیٰ بن میمون (شارح تلمود) کے زمانے میں تلمود اور شیلم پانچ رسائل (احکامات) پر مشتمل تھی جن میں سے ایک کو بعد ازاں حذف کر دیا گیا تلمود اور شیلم پہلی مرتبہ ۱۵۲۲ م۔ ۱۵۲۳م میں طبع ہوئی اوز مقام طباعت بندوقیتہ تھا۔ دوسری مرتبہ کراکوو (Cracow) میں ۱۶۰۲م۔ ۱۶۰۵ م میں طبع ہوئی طبع ثانی میں بعض حواشی کا اضافہ موجود تھا۔ کراکود (Crocow) ملی طبع شدہ نسخہ دوبارہ کروٹوشین (Krotoschin) ۱۸۸٦م میں شائع ہوا۔ اس کے بعد زیتو میر میں ۱۸٦۰ء میں روم میں ۱۹۲۲م شائع ہوا۔ بعد ازاں اس کی طباعتت کا کام کچھ عرصہ بند رہا مگر اب ماضی قریب میں دوبارہ شائع ہوا۔ تلمود بابل کی طباعت کا آغاز ۱۴۸۴م سے ہوا۔ مگر پہلی مکمل اشاعت بندوقیتہ میں ۱۵۲۰ میں ممکن ہو سکی۔ اس کا ایک نسخہ Basel سے بھی شائع ہوا مگر اس میں بہت واضح تحریف ہوئی امبرسٹرڈم میں ۱٦۴۴م میں شائع ہوا۔ روم سے بھی تلمود بابل کا ایک نسخہ شائع ہو چکا ہے۔ تلمود بابل کا سب سے جاذب نظر نسخہ ۱۹۱۲ء میں سٹاک سے شائع ہوا۔ یہاں ضمناً یہ بھی عرض کروں کہ تلمود اور شیلم ۷۵۰.۰۰۰ کلمات پر مشتمل ہے جبکہ تلمود بابل ۲.۵۰۰.۰۰۰ کلمات پر مشتمل ہے۔ موجودہ دور میں تلمود کی اشاعت کا کام بہت بڑھ گیا ہے۔ اسرائیل کے ناجائز وجود کی تشکیل کے بعد بعض مستقل ادارے تلمود اور اسکی شروحات پر کام کر رہے ہیں تلمود کے تاریخی حوالہ جات درست کیے جا رہے ہیں ضروری تحریفات کے بعد تلمود دنیا کے سامنے پیش کر دی جاتی ہے اس سلسلے میں اسرائیل میں قائم "ہیری فشل انسٹی ٹیوٹ فار ریسرچ ان تلمود اینڈ جیوز

لاء" اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ ۷ فل سٹریٹ یروشیلم پر قائم یہ انسٹی ٹیوٹ institutes
Aried united israel سے وابستہ ہے۔ Chief Shear Yashuv Cohen نامی کٹر
یہودی اس ادارے کا چانسلر ہے یہاں سے تلمود پر سائنٹفک انداز میں ریسرچ کی جاتی ہے
اور اس کی طباعت کا کام بھی اس انسٹیٹیوٹ کے سپرد ہے اس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کو یروشیلم
میں ہی قائم اسرائیل سوسائٹی فار بائبلیکل ریسرچ کا بھی تعاون حاصل ہے۔ University
Bar. Ilan میں قائم "فیکلٹی آف جیوش سٹڈیز" بھی اپنے ریسرچ ورک میں اس ادارے
سے تعاون کرتی ہے ایک روایت کے مطابق اس فیکلٹی کا سربراہ پروفیسر اے زیڈ سٹین ڈ
اس ریسرچ سنٹر کا ریسرچ فیلو رہ چکا ہے۔

تلمود کی اپنی طباعت کے ساتھ ساتھ مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا ہے تلمود کئی بار اجتماعی طور پر نذر آتش کیا گیا اور اس کی بنیادی وجہ اس کتاب کے متنازعہ مندرجات ہیں اپنے مخالفین کے بارے میں تلمود کی ایک مذہبی کتاب سے زیادہ جنگی حکمت عملی کا کتابچہ نظر آتی ہے۔

۵۵۳ میں تلمود اور دیگر عبرانی کتب کی اشاعت ممنوع قرار دی گئی۔ ۱۳۳۹ء میں پوپ گریگوری کی عدالت میں تلمود کے خلاف مقدمہ دائر ہوا جو یہودی ہار گئے ۱۲۴۲ء میں پیرس میں تلمود کے تمام نسخے جلا دیئے گئے ۱۲۶۳ء میں بارسلونا میں تلمود اور اسی کے ساتھ یہودیوں کو جلاوطن کر دیا گیا۔ ۱۴۹۰ء میں کلیمنٹ چہارم نے تلمود کی تنقیح کرائی۔ ۱۵۰۹ء میں فرینکفرٹ میں تلمود کے نسخے جلا دیئے گئے۔ ۱۵۱۴ء میں اٹلی میں تلمود کے خلات تحریک کا آغاز ہوا۔ ۱۵۴۰ء میں وینس میں تلمود کو تلف کیا گیا۔ ۱۵۸۱ء میں یہودیوں نے مجبوراً تلمود کے متنازعہ حصے حذف کیئے اور اسکے بعد بیسل ایڈیشن شائع ہو سکا۔ ۱۷۵۷ء میں انگلینڈ اور جرمنی میں تلمود کے خلاف تحریک چلی تلمود پر مندرجہ بالا تمام آفتیں اس کی اپنی لائی ہوئی تھیں آئندہ سطور میں ہم تلمود کے بعض احکامات پر نظر دوڑائیں گے تو بات پوری طرح واضح ہو جائے گی۔

تلمودی احکامات کے مطابق:

یہودی اللہ کے نزدیک ملائیکہ سے بھی زیادہ افضل ہیں اور وہ اللہ کا عنصر ہیں جیساکہ بیٹا باپ کا عنصر ہوتا ہے۔

(۲) موت "الامیمی" کی جزا ہے (یہود اپنے علاوہ سب کو "الامیمی" کہتے ہیں) ان کے نزدیک لوگوں کی دو قسمیں ہیں الامیمی اور یہود۔

(۳) اگر یہودی نہ ہوتے تو زمین سے برکت اٹھ جاتی۔ اور سورج بے نور ہو جاتا اسی طرح بارش برسنا بند ہو جاتی۔

(۴) یہودی غیر یہودیوں پر اسی طرح فضیلت رکھتے ہیں جیسے انسان چوپاؤں پر غیر یہودی سب کے سب کتے اور خنازیر ہیں اور ان کے گھر چوپاؤں کے باڑے کی طرح ناپاک ہیں۔

(۵) یہود کے لئے غیر یہودی کے ساتھ کوئی نرمی رکھنا حرام ہے اس لئے کہ وہ اس کا اور اللہ کا دشمن ہے البتہ نظریہ ضرورت کے تحت غیر یہودی کی ایذا سے بچنے کے لئے تقیہ اور رکھ رکھاؤ جائز ہے۔

(۶) ہر اچھائی جو یہودی غیر یہودی کے ساتھ کرے وہ بہت بڑی خطاء ہے اور ہر برائی جو غیر یہودی کے ساتھ روا رکھی جائے گی وہ اللہ کی راہ میں قربانی ہے اور اس کا اجر ہے۔

(۷) سود غیر فاحش یہودی کے ساتھ جائز ہے جبکہ سود فاحش غیر یہودی کے ساتھ جائز ہے اور جو کچھ زمین پر ہے یہودیوں کی ملکیت ہے اور جو غیر یہودی کے ہاتھ میں ہے وہ غصب شدہ ہے اور تمام دستیاب وسائل کو بروئے کار لا کر اس پر قبضہ لازم ہے۔

(۸) یہود کسی ایسے مسیحا کی تلاش میں ہیں جو انہیں غیر یہود کے سامنے عاجزی کرنے سے بچائے مگر اس شرط پر کہ وہ اسرائیل کی نسل سے ہو۔

(۹) یہودی کے لئے حرام ہے کہ وہ اپنے یہودی بھائی کی چوری کرے مگر یہ عمل غیر یہودی کے ساتھ واجب ہے کیونکہ دنیا کی تمام خوبیاں صرف یہود کے لئے مختص ہیں۔

(۱۰) جو آبادی یہودیوں کے قبضے میں آجائے وہاں کے تمام لوگوں کو قتل کردیا جائے۔

یہ ہیں تلمود کے چند احکامات اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ تلمود میں کوئی اخلاقی احکام

باقی صـ۶ پر